Fikr-o-Nasar (Islamabad) 35:2-3 (1997-98)

مخطوطات کا ایک تفصیلی جائزہ

مسعود احمد خان☆

مخطوطات کے حصول اور تحفظ میں مخطوطات کے ذخائر کے سروے (Survey) کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اسی طرح ملک میں موجود مخطوطات کا پتہ چلایا جا سکتا ہے اور یوں ان کے تحفظ کے بارے میں عملی اقدامات کئے جا سکتے ہیں۔ اس ضمن میں حکومت پاکستان کی جانب سے جو کوشش کی گئی اس میں ابتدا ۱۹۴۸ء میں "ہسٹاریکل ریکارڈ اینڈ آرکائیوز کمیشن فار پاکستان" کا قیام ہے جس کے ذمہ حسب ذیل کام سونپے گئے:

۱۔ ایسے تمام طریقہ کار کی سفارش کرنا جن کے ذریعہ قلمی نسخوں' کاغذات اور دستاویزات اور دوسری تاریخی اور ثقافتی اہمیت کی بنیادی اشیاء کو جمع کیا جا سکے۔

۲۔ ایسی سفارشات مرتب کرنا جن کے ذریعہ ان دستاویزات اور مخطوطات وغیرہ کو تحقیق کے لئے فراہم کرنا اور اس کام میں پیدا ہونے والی دشواریوں کا تدارک کرنا۔

۳۔ جمع شدہ تمام دستاویزات اور مخطوطات کی اشاعت کا پروگرام مرتب کرنا۔

۴۔ ایسے اقدام تجویز کرنا جن کے ذریعے ذاتی ملکیت میں پائے جانے والے تاریخی ورثے کا سروے کیا جائے نیز ان کو موسمی اثرات سے محفوظ کرنا اور مواد کی تفصیلی فہرستیں اور کیٹلاگ مرتب کرنا۔

۵۔ کمیشن کی حیثیت ایک مشاورتی بورڈ کی سی قرار دی گئی تھی۔

اس کمیشن میں ایک وفاقی وزیر اور ملک کے پانچ نامور تاریخ دان اور ماہرین دستاویزات شامل تھے۔ ایک ایک نمائندہ ہر صوبہ سے بھی لیا گیا تھا۔ اسی طرح ہر یونیورسٹی سے ایک ایک ممتاز تاریخ دان کو شامل کیا گیا تھا۔ اس کمیشن کے کل پانچ اجلاس(۱)ہوئے۔ آخری اجلاس

☆ نیشنل آرکائیوز آف پاکستان

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

۱۹۷۰ء میں ہوا۔ اس کمیشن کی سفارشات پر مکمل طور پر عمل نہ کیا گیا اور بالآخر اسے توڑ دیا گیا۔ ملک کے طول و عرض میں پھیلی ہوئی تاریخی دستاویزات' مخطوطات اور دوسرے سرکاری و نجی ریکارڈ کے حصول و تحفظ کا کام محکمہ دستاویزات کی' جسے بعد میں "نیشنل آرکائیوز آف پاکستان" کا نام کا نام دیا گیا' ذمہ داری بن گیا۔ ۱۹۷۳ء سے اسی ادارے نے اپنی ذمہ داریاں کماحقہ ادا کرنی شروع کر دیں اور دستاویزات' نجی ذخائر' سرکاری ریکارڈ اور تاریخی مواد کا ایک بڑا ذخیرہ اسلام آباد میں جمع کیا۔ جسے ادارے کی اپنی انتہائی خوبصورت عمارت میں جو سیکرٹریٹ کے قریب واقع ہے محفوظ کیا گیا ہے۔ مخطوطات کے حوالے سے نیشنل آرکائیوز کو اس کے حصول اور تحفظ میں کئی مشکلات کا سامنا رہا۔ پہلی بات تو یہ تھی کہ بیشتر مخطوطات کے ذخیرے پہلے سے موجود مختلف عجائب گھروں' دستاویزاتی صوبائی مراکز اور ملک کے معروف کتب خانوں میں پہلے سے ہی محفوظ تھے۔ دوم یہ کہ نجی تحویل میں موجود مخطوطات کا حصول براہ راست بہت مشکل ہوتا ہے۔ محکمہ کے پاس مخطوطات کے حصول کے لئے مہیا کئے گئے فنڈز بھی ناکافی ہوتے ہیں۔ مخطوطات کی خریداری کے لئے "نیشنل آرکائیوز آف پاکستان" کی مشاورتی کمیٹی کا اجلاس بلوانا بھی ضروری ہوتا ہے۔

نیشنل آرکائیوز آف پاکستان نے مخطوطات کی بیرونی ملک فروخت کو روکنے کے لئے دو اہم قوانین بھی پاس کروائے جو حسب ذیل(۲) ہیں:

۱۔ قدیم دستاویزاتی اشیاء کے (تحفظ اور برآمدی انضباط) کا قانون مجریہ ۱۹۷۵ء۔

۲۔ پاکستان کے سرکاری ریکارڈ نیز تاریخی اور قومی نوعیت کی قدیم دستاویزات کو تحویل میں لینے اور ان کے تحفظات کا قانون مجریہ ۱۹۹۳ء۔

ان قوانین کی رو سے ۲۵ برس یا اس سے قدیم کوئی مسودہ یا مخطوطہ جس کی تاریخی یا قومی اہمیت ہو ملک سے باہر لے جانے پر پابندی ہے۔ جبکہ ۱۹۹۳ء کے ایکٹ کی رو سے ڈائریکٹر جنرل' نیشنل آرکائیوز آف پاکستان' کسی بھی قومی اور تاریخی اہمیت کی دستاویز کو خرید کر' بطور عطیہ قبول کر کے' حصول کی درخواست کر کے یا کسی اور طرح سے حاصل کر سکتا ہے اور یہ اس کے فرائض میں شامل ہو گا۔ اس ایکٹ میں زیادہ اہمیت سرکاری ریکارڈ کے تحفظ کی طرف دی گئی ہے نجی ذخیروں کا کہیں ذکر نہیں کیا گیا ہے۔

گزشتہ برسوں میں دستاویزات اور مخطوطات کے حوالے سے پاکستان میں چند ایک سروے کئے گئے ہیں جن کا مختصراً ذکر کرنا مناسب ہو گا۔ پہلا سروے ایک انگریز ماہر دستاویزات مسٹر مارٹن

موئر(۳) نے صوبائی اور ڈسٹرکٹ ریکارڈ دفاتر کے حوالے سے کیا اور نہ صرف ریکارڈ کی نشاندہی کی بلکہ ان کے تحفظ سے متعلق انتہائی مفید معلومات بھی فراہم کیں۔ دوسرا سروے حکومت پاکستان نے (وزارت ثقافت) پاکستان کے عجائب گھروں' بڑے بڑے کتب خانوں اور نجی ذخیروں میں تحریری مواد اور مخطوطات کے لئے ۱۹۸۲ء میں کرایا۔ اس سروے کا مقصد پاکستان کے ثقافتی ورثے اور تحریری مواد کے ذخیروں کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کرنا تھیں۔ یہ سروے ڈاکٹر زوار حسین زیدی' سینئر ریسرچ فیلو' سکول آف اورینٹل اینڈ افریقن سٹڈیز' لندن کی زیر نگرانی مکمل کیا گیا۔ پاکستان میں مخطوطات کے بارے میں اس سروے سے حسب ذیل معلومات حاصل ہوئیں

نمبر شمار	نام ادارہ	مقام	تعداد مخطوطات
۱۔	سندھ یونیورسٹی لائبریری	جامشورو	۴۲۵
۲۔	سندھ پروونشل میوزیم لائبریری	حیدر آباد	۳۷۵
۳۔	شمس العلما داؤپوتہ لائبریری	حیدر آباد	۹۴
۴۔	شاہ ولی اللہ اکادمی	حیدر آباد	۳۵۰
۵۔	انسٹیٹیوٹ آف سندھیالوجی	جامشورو	۴۵۰
۶۔	سندھ ادبی بورڈ	حیدر آباد	۳۹۲
۷۔	نیشنل میوزیم آف پاکستان	کراچی	(ملک کا دوسرا بڑا مجموعہ مخطوطات
۸۔	ہمدرد فاؤنڈیشن لائبیری	کراچی	۶۰۰
۹۔	ڈویژنل پبلک لائبریری	خیرپور	۴۰۰
۱۰۔	بہاولپور سنٹرل لائبریری	بہاولپور	۲۰۰
۱۱۔	پنجاب یونیورسٹی لائبریری	لاہور	۱۸۶۷
۱۲۔	لاہور موزیم	لاہور	۸۰۰
۱۳۔	پنجاب پبلک لائبریری	لاہور	۱۱۰۰
۱۴۔	دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری	لاہور	۸۰۰
۱۵۔	ایران پاکستان انسٹیٹیوٹ آف پرشین سٹڈیز	راولپنڈی	۱۰۰۰۰

۱۶۔	نیشنل لائبریری آف پاکستان	اسلام آباد	۲۰۰
۱۷۔	قائداعظم یونیورسٹی لائبریری	اسلام آباد	۲۴۶
۱۸۔	نیشنل آرکائیوز آف پاکستان	اسلام آباد	۲۰۰
۱۹۔	پشاور یونیورسٹی لائبریری	پشاور	۶۸۵
۲۰۔	اسلامیہ کالج لائبریری	پشاور	۴۰۰
		میزان	۳۸۴۰۸

سروے کے مطابق اگر نیشنل میوزیم کراچی کے مخطوطات کی اندازاً تعداد ۱۵۰۰۰ تصور کر لی جائے تو پورے ملک میں ان معروف اداروں میں مخطوطات کی مجموعی تعداد پچپن ہزار (۵۵۰۰۰) بنتی ہے۔ اس اندازے میں مخطوطات کی تعداد میں اضافوں کو جو وقتاً فوقتاً ہوتے رہتے ہیں شامل کر لیا گیا ہے۔

اس سروے سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بیشتر اداروں اور کتب خانوں میں مخطوطات کے تحفظ کا کوئی معقول بندوبست نہیں۔ فیومیگیشن(۴) کا کوئی بندوبست نہیں اور مخطوطات کی ایک بڑی تعداد خستگی (Brittleness) کا شکار ہیں۔ اس کی وجہ موسمی اثرات اور تیزابیت ہوتی ہے۔ سوائے چند(۵) اداروں کے مخطوطات کی مرمت اور بحالی (Restoration) کی سہولتیں موجود نہیں۔ ۱۹۹۲ء میں نیشنل آرکائیوز آف پاکستان نے نیدرلینڈ لائبریری ڈیویلپمنٹ پراجیکٹ (پاکستان) کے تعاون سے ایک اور سروے منتخب لائبریریوں میں کروایا۔ اس سروے میں حسب ذیل اعداد ملے:

نمبر شمار	کتب خانہ جات/ادارے	مقام	تعداد مخطوطات
۱۔	پنجاب پبلک لائبریری	لاہور	۱۴۰۰
۲۔	دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری	لاہور	۱۰۰۰
۳۔	پنجاب یونیورسٹی لائبریری	لاہور	۲۰۰۰۰
۴۔	نیشنل لائبریری آف پاکستان	اسلام آباد	۲۰۰
۵۔	نیشنل آرکائیوز آف پاکستان	اسلام آباد	۲۰۰
۶۔	پنجاب یونیورسٹی سنٹرل لائبریری	پشاور	۷۰۰

اس سروے کا مقصد کتب خانوں میں بالخصوص علمی ذخیروں کے تحفظ کی راہ میں حائل

مشکلات کا جائزہ لینا تھا۔ مخطوطات کے حوالے سے چند دلچسپ حقائق بھی سامنے آئے مثلاً پنجاب یونیورسٹی میں سنسکرت زبان میں ولنر کلکشن (Woolner Collection) میں بہت سے ایسے مخطوطات بھی ہیں جو پام کے پتوں اور درخت کی چھال(۶) (Birch Bark) پر تحریر کئے گئے ہیں۔ سنسکرت اور ہندی زبانوں میں کچھ اور نجی ذخیروں کا پتہ چلا ہے جن میں سے ایک پروفیسر چمن داس کا ذخیرہ کتب بھی ہے جو لاڑکانہ میں ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہمیں ان زبانوں میں پائے جانے والے مخطوطات کے تحفظ کی جانب توجہ دینی چاہیے۔ بیرون ملک یورپی ممالک کے کتب خانوں اور برطانیہ میں اسلامی علمی ورثے اور عربی' فارسی اور اردو کے مخطوطات کی جس انداز سے نگہداشت کی جاتی ہے وہ قابل قدر ہے ہمیں چاہیے کہ اس طرح عربی' فارسی' اردو اور اپنی علاقائی زبانوں کے علاوہ دوسری زبانوں میں ملنے والے مخطوطات کی بھی اس طرح دیکھ بھال کرنی چاہیے اور ان کا تحفظ کریں۔

ملک میں پائے جانے والے مخطوطات کے ان چند سروے کے نتائج میں اہم ترین بات جو سامنے آئی ہے وہ یہ کہ مخطوطات کی دیکھ بھال کا تسلی بخش انتظام موجود نہیں ہے۔ انہیں تنگ و تاریک گوشوں میں رکھا جاتا ہے۔ جہاں یہ دیمک اور دوسرے کپڑے مکوڑوں سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ ان کی معقول صفائی کا انتظام بھی موجود نہیں جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ بیشتر موسمی اثرات کے خطرات سے دوچار ہیں۔ چنانچہ فضا میں رطوبت کی زیادتی اور زیادہ درجہ حرارت مخطوطات کو تباہی کی طرف لے جا رہی ہیں۔ خستہ اور پھٹے ہوئے مخطوطات کی بحالی اور مرمت کا کوئی معقول بندوبست نہیں اور مخطوطات کی جلد سازی (Traditional Binding) تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شکستگی سے دوچار مخطوطات کی تعداد میں دن بہ دن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ سروے سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ کچھ کتب خانوں میں محققین کی سہولت کے لئے مخطوطات سے براہ راست فوٹو سٹیٹ کاپی تیار کر لی جاتی ہے۔ مخطوطات کو اس طرح بار بار فوٹواسٹیٹ کرانے سے ناقابل تلافی نقصان پہنچتا ہے۔ مخطوطات سے نقول حاصل کرنے کے اس طریقہ کی حوصلہ شکنی کی جانی چاہیے۔ مخطوطات کی مائیکرو فلم کے ذریعے نقل تیار کر لی جانی چاہیے اور ایک فوٹو کاپی کو مخطوطات کی دیگر فوٹو سٹیٹ نقول تیار کرنے کے لئے استعمال کیا جانا چاہیے۔ اس طرح اصل مخطوط شکست و ریخت سے بچایا جا سکتا ہے۔

سروے کی اس اہمیت کے پیش نظر ضروری ہے کہ مخطوطات کے بارے میں بالخصوص

پورے ملک کا سروے کرایا جائے۔ نجی ذخیروں میں موجود بے شمار مخطوطات ابھی منظر عام پر نہیں آئے انہیں بھی ریکارڈ پر آنا چاہیے ورنہ ان کی تباہی کے بارے میں بھی کسی کو علم نہ ہو سکے گا۔ مخطوطات کے سروے میں ہمیں پڑوسی ممالک کے مخطوطات کے ذخائر کے بارے میں علم ہونا چاہیے کیونکہ علمی اور ثقافتی اعتبار سے ہندوستان' ایران' افغانستان' ترکی' بنگلہ دیش اور وسطی ایشیائی ممالک کے ساتھ ہمارے گہرے رابطے رہے ہیں۔ ان روابط کی ایک جھلک ہمیں ان ممالک میں پائے جانے والے مخطوطات میں بخوبی نظر آتی ہے۔ برصغیر کے حوالے سے یہ روابط بہت گہرے ہیں۔ برصغیر میں جب بھی مخطوطات کی بات چلتی ہے تو خدا بخش لائبریری(۷) پٹنہ کا ذکر ضرور آتا ہے۔ یہ کتب خانہ خان بہادر مولوی خدا بخش (وفات ۱۹۰۸) کی عظیم الشان یادگار ہے جس کی داغ بیل ان کے والد مولوی محمد بخش مرحوم کے زمانہ میں پڑ چکی تھی۔ یہ کتب خانہ اب ایک بہت بڑا علمی اور تحقیقی مرکز بن گیا ہے۔ اس کے تحت اکثر توسیعی خطبات اور لیکچرز کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ سال میں ایک بار اور کبھی دو بار بھی سیمینار ہوتے ہیں۔ گزشتہ کئی برسوں سے اہم اور نادر مخطوطات پر خدا بخش جنوبی ایشیائی سیمینار کا سلسلہ اس غرض سے شروع کیا گیا ہے کہ ہندوستان' پاکستان اور بنگلہ دیش وغیرہ میں نجی اور عوامی ذخیروں میں محفوظ نایاب اور کمیاب مخطوطات میں سے اہم ترین کو منتخب کر کے اس کی تدوین کا کام شروع کیا جائے۔ اس سلسلے میں طب' تصوف' تاریخ ہندوپاک' تفسیر اور قرآنیات' ہند کے مذاہب اور اردو مخطوطات پر کامیاب سیمینار(۸) ہو چکے ہیں۔

پاکستان میں مخطوطات اور نادر کتب کے حوالے سے خیرپور پبلک لائبریری کو ایک بڑا مقام حاصل ہے۔ ممکن ہے کہ مستقبل میں یہ کتب خانہ برصغیر اور دوسرے ممالک میں بھی وہی مقام حاصل کر لے جو خدا بخش لائبریری پٹنہ کو حاصل ہے

★★

تصریحات

نمبر شمار

۱۔ اشرف علی، تحفظ دستاویزات و کتب کلنہ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۹۳ء، ص ۱۰۰، ۱۰۱۔

۲۔ پاکستان میں قومی دستاویزاتی قوانین (کتابچہ) محکمہ تحفظات قومی دستاویزات، اسلام آباد ۱۹۹۴ء

۳۔ انڈیا آفس لائبریری اینڈ ریکارڈ، لندن کے ڈپٹی ڈائریکٹر۔

۴۔ کیڑوں سے کتابوں کو محفوظ کرنے کے لئے ایک بند چیمبر میں تھائیمول اور پیرا ڈائی کلوروبنزین جراثیم کش ادویات کی موجودگی میں مخطوطات کو ایک مقررہ عرصہ تک رکھ کر محفوظ کرنے کے طریقے کو کہتے ہیں۔

۵۔ (۱) قومی عجائب گھر کراچی۔ (۲) انسٹی ٹیوٹ آف سندھیالوجی، جامشورو (۳) عجائب گھر لاہور اور (۴) نیشنل آرکائیوز آف پاکستان، اسلام آباد۔

۶۔ بھوج پتر نسل کا ایک درخت جو غوش کہلاتا ہے۔ اس کی شاخیں پتلی، پتے چھوٹے اور چھال سفید اور چکنی ہوتی ہے اور یہی لکھنے کے کام آتی ہے۔ قومی انگریزی لغت، مقتدرہ قومی زبان، ص۔۱۸۹۔

۷۔ ضیا الدین اصلاحی کتب خانہ خدا بخش پٹنہ، ص ۷۰۔۶۳، ماہنامہ قومی زبان کراچی، فروری ۱۹۹۶ء

۸۔ ایضاً

کتابیات

۱۔ ڈاکٹر صادق علی گل۔ "اسلامی تاریخ نویسی کا آغاز" پبلشرز ا۔یمپوزیم لاہور، ۱۹۹۲ء

۲۔ ڈاکٹر صادق علی گل۔ "فن تاریخ نویسی" پبلشرز ا۔یمپوزیم لاہور، ۱۹۹۳ء

۳۔ وی۔ سی، سکاٹ کونز، An Eastern Library، گلاسکو، ۱۹۲۰ء

۴۔ ضیاالدین اصلاحی، "کتب خانہ خدا بخش پٹنہ" ماہنامہ "قومی زبان، کراچی، فروری

۱۹۹۶ء

۵۔ عتیق ظفر شیخ/اشرف علی، A study to determine the Problems of Conservation & Restoration of Achieves & Library Material in Pakistan اسلام آباد، ۱۹۸۲ء

۶۔ ڈاکٹر زوار حسین زیدی۔ Report on Manuscript material in Libraries & Museums including some Private Collection in Pakistan وزارت سیاحت و ثقافت، اسلام آباد۔ ۱۹۸۲ء

۷۔ ڈاکٹر محمد شفیع "اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد نمبر۶" دانشگاہ پنجاب، لاہور۔ ۱۹۹۲ء

۸۔ سرولز لے ہیگ The Cambridge History of India, Vol.IV کیمبرج یونیورسٹی پریس، ۱۹۳۷ء

۹۔ مارگریٹا برنس، The Indian Press جارج ایلن انون لیمٹڈ لندن۔ ۱۹۳۷ء

۱۰۔ اشرف علی۔ "تحفظ دستاویزات و کتب خانہ" مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد۔ ۱۹۹۳ء

۱۱۔ نیشنل آرکائیوز۔ "پاکستان میں قومی دستاویزاتی قوانین (کتابچہ)" محکمہ تحفظ قدیم قومی دستاویزات، اسلام آباد، ۱۹۹۴ء

۱۲۔ مقتدرہ قومی زبان۔ "قومی انگریزی اردو لغت" مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد۔ ۱۹۹۴ء

**